

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمنان اشاعت اسلام کا بین الاقوامی ترجمان

حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) آخری نبی ہیں اور
اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، نہ نیا نہ پُرانا

ختم نبوت کی داعی واحد جماعت

نشریات

وقت بمطابق برٹش سرٹائم

www.virtualmosque.co.uk

جمعہ ۱۳:۰۰ بجے

درس: بعد از جمعہ ۱۳:۴۵

ماہانہ مجلس: ۱۵:۰۰

SKYPE

عمیدین: ۱۱:۰۰ بجے اور پنجاب ریڈیو (سکائی چینل ۰۱۳۰) پر
۱۳:۰۰ تا ۱۴:۰۰ بجے

ہر اتوار ۱۰:۰۰ بجے

سکائی آئی ڈی: Lahori-Ahmadi

مدیران
شاہد عزیز
مسز سمیرا احمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلام امامؑ

بعض صاحبوں نے نکتہ چینی کے طور پر اس عاجز کی عیب
شناری کی ہے اور اگرچہ انسان عیب سے خالی نہیں اور حضرت
مسح کا یہ کہنا سچ ہے کہ میں نیک نہیں ہوں نیک ایک ہی ہے یعنی
خدا۔ لیکن چونکہ ایسی نکتہ چینی دینی کارروائیوں پر بد اثر
ڈالتی ہیں اور حق کے طالبوں کو رجوع لانے سے روکتی ہیں
اس لئے برعایت اختصار بعض نکتہ چینوں کا جواب
دیا جاتا ہے۔

پہلی نکتہ چینی:- اس عاجز کی نسبت یہ کی گئی ہے کہ اپنی
تالیفات میں مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کیے ہیں جن
سے مشتعل ہو کر مخالفین نے اللہ جل شانہ اور اس کے رسول
کریم کی بے ادبی کی اور پُر دشنام تالیفات شائع کر دیں
قرآن شریف میں صریح حکم وارد ہے کہ مخالفین کے معبودوں
کو سب اور شتم سے یاد مت کرو تا وہ بھی بے سمجھی اور کینہ سے
خدائے تعالیٰ کی نسبت سب و شتم کے ساتھ زبان نہ کھولیں لیکن
اس جگہ پر خلاف طریق ماموریہ کے سب و شتم سے کام
لیا گیا۔ اما الجواب پس واضح ہو کہ اس نکتہ چینی میں معترض
صاحب نے وہ الفاظ بیان نہیں فرمائے جو اس عاجز نے بزعیم

ان کے اپنی تالیفات میں استعمال کیے ہیں اور درحقیقت سب
و شتم میں داخل ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم
ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی
کہا جائے بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی
اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان
دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے بلکہ ایسی ہر ایک
بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل
پر چسپاں ہو محض اس کی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی
کے لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام ہی تصور کر لیتے ہیں حالانکہ
دشنام اور سب اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ

اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے اور اگر ہر ایک سخت اور آزار دہ تقریر کو محض بوجہ اس کی مرارت اور تنگی اور ایذا رسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پُر ہے کیونکہ جو کچھ بتوں کی ذلت اور بت پرستوں کی حقارت اور ان کے بارے میں لعنت ملامت کے سخت الفاظ قرآن شریف میں استعمال کیے گئے ہیں یہ ہرگز ایسے نہیں ہیں جن کے سننے سے بت پرستوں کے دل خوش ہوئے ہوں بلکہ بلاشبہ ان الفاظ نے ان کے غصہ کی حالت کی بہت تحریک کی ہوگی۔ کیا خدائے تعالیٰ کا کفار مکہ کو مخاطب کر کے یہ فرمانا کہ اتم و ما تعبدون حسب جہنم معترض کے من گھڑت قاعدہ کے موافق گالی میں داخل نہیں ہے کیا خدائے تعالیٰ کا قرآن شریف میں کفار کو شرالبریہ قرار دینا اور تمام رذیل اور پلید مخلوقات سے انہیں بدتر ظاہر کرنا یہ معترض کے خیال کے رو سے دشنام دہی میں داخل نہیں ہوگا کیا خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں واغلظ علیہم نہیں فرمایا کیا مومنوں کی علامات میں اشداء علی الکفار نہیں رکھا گیا کیا حضرت مسیح کا یہودیوں کے معزز فقیہوں اور فریسیوں کو سورا اور کتے کے نام سے پکارنا اور گلیل کے عالی مرتبہ فرماں روا ہیرودیس کا لونبری نام رکھنا اور معزز سردار کا ہنوں اور فقیہوں کو کنجری کے ساتھ مثال دینا اور یہودیوں کے بزرگ مقتداؤں کو جو قیصری گورنمنٹ میں اعلیٰ درجہ کے عزت دار اور قیصری درباروں میں کرسی نشین تھے ان کو یہہ اور نہایت دل آزار اور خلاف تہذیب لفظوں سے یاد کرنا کہ تم حرامزادے ہو حرامکار ہو شریر ہو بد ذات ہو بے ایمان ہو احمق ہو ریاکار ہو شیطان ہو جہنمی ہو تم سانپ ہو سانپوں کے بچے ہو کیا یہ سب الفاظ معترض کی رائے کے موافق فاش اور گندی گالیاں نہیں ہیں اس سے ظاہر ہے کہ معترض کا اعتراض نہ صرف مجھ پر اور میری کتابوں پر بلکہ درحقیقت معترض نے خدائے تعالیٰ کی ساری کتابوں اور سارے رسولوں پر نہایت درجہ کے جلے سڑے دل کے ساتھ حملہ کیا ہے۔ اور یہ حملہ انجیل پر سب سے زیادہ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح کی سخت زبانی تمام نبیوں سے

بڑھی ہوئی ہے اور انجیل سے ثابت ہے کہ اس سخت کلامی کی وجہ سے کئی مرتبہ یہودیوں نے حضرت مسیح کے مارنے کے لئے پتھر اٹھائے اور سردار کاہن کی بے ادبی سے حضرت مسیح نے اپنے منہ پر طمانچے بھی کھائے اور جیسا کہ حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں سو انہوں نے زبان کی تلوار ایسی چلائی کہ کسی نبی کے کلام میں ایسے سخت اور آزار دہ الفاظ نہیں جیسے انجیل میں ہیں۔ اس زبان کی تلوار چلنے سے آخر مسیح کو کیا کچھ آزار اٹھانے پڑے ایسا ہی حضرت یحییٰ نے بھی یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہہ کر ان کی شرارتوں اور کارسازوں سے اپنا سر کٹوایا مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا یہ مقدس لوگ پرلے درجے کے غیر مہذب تھے کیا زمانہ حال کی موجودہ تہذیب کی ان کو بوجہ نہیں پہنچی تھی اس سوال کا جواب ہمارے سید و مولیٰ مادر و پدرم براد فدا باد حضرت خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین پہلے سے دے چکے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب یہ آیتیں اتریں کہ مشرکین رجس ہیں پلید ہیں شرالبریہ ہیں سفہا ہیں اور ذریت شیطان ہیں اور ان کے معبود تو وود النار اور حسب جہنم ہیں تو ابوطالب نے آنحضرت ﷺ کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی، تو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شرالبریہ کہا اور ان کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنم اور وود النار رکھا اور عام طور پر ان سب کو رجس اور ذریت شیطان اور پلید ٹھہرایا میں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آ جا ورنہ میں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا آنحضرت ﷺ نے جواب میں کہا کہ اے چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہار واقعہ اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو میں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے میں موت کے ڈر سے اظہار حق سے رک نہیں سکتا اور اے چچا اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی

تکلیف کا خیال ہے تو تو مجھے پناہ میں رکھنے سے دست بردار ہو جا بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں میں احکام الہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا مجھے اپنے مولیٰ کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں بخدا اگر میں اس راہ میں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اسی راہ میں مرتار ہوں یہ خوف کی جگہ نہیں۔ بلکہ مجھے اس میں بے انتہا لذت ہے کہ اس کی راہ میں دکھ اٹھاؤں۔ آنحضرت ﷺ یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں ہو رہی تھی اور جب آنحضرت ﷺ یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابو طالب کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ میں تیری اس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا تو اور ہی رنگ میں اور اور ہی شان میں ہے۔ جا اپنے کام میں لگا رہ جب تک میں زندہ ہوں جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا اب حاصل کلام یہ ہے کہ جو کچھ آنحضرت نے ابو طالب کے اعتراض کا خود اپنی زبان مبارک سے جواب دیا درحقیقت وہی جواب ہر ایک معترض کے ساکت کرنے کے لئے کافی و وافی ہے کیونکہ دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو دوسری شے ہے ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دیوے پھر اگر وہ سچ کو سن کر افر و خنہ ہو تو ہوا کرے ہمارے علماء جو اس جگہ لاتبوا کی آیت پیش کرتے ہیں میں حیران ہو کہ اس آیت کو ہمارے مقصد و ارمدا سے کیا تعلق ہے۔ اس آیت کریمہ میں تو صرف دشنام دہی سے منع فرمایا گیا ہے نہ یہ کہ اظہار حق سے روکا گیا ہو اگر نادان مخالف حق کی مرارت اور تلخی کو دیکھ کر دشنام دہی کی صورت میں اس کو سمجھ لیوے اور پھر مشتعل ہو کر گالیاں دینی شروع کرے تو کیا اس سے امر معروف کا دروازہ بند کر دینا چاہئے کیا اس قسم کی گالیاں پہلے کفار نے کبھی نہیں دیں آنحضرت ﷺ نے حق کی تائید کے لئے صرف الفاظ سخت ہی استعمال نہیں فرمائے بلکہ بت پرستوں کے ان بتوں کو جو ان کی نظر میں خدائی کا منصب رکھتے تھے اپنے ہاتھ سے توڑا بھی ہے

اسلام نے مداہنہ کو کب جائز رکھا اور ایسا حکم قرآن شریف کے کس مقام میں موجود ہے بلکہ اللہ جہ شانہ مداہنہ کی ممانعت میں صاف فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنے باپوں یا اپنی ماؤں کے ساتھ بھی ان کی کفر کی حالت میں مداہنہ کا برتاؤ کریں وہ بھی ان جیسے ہی بے ایمان ہیں اور کفار مکہ کی طرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے وَذُو الْوَتَدِهِنَّ فَيُدْهِنُونَ یعنی اس بات کو کفار مکہ دوست رکھتے ہیں کہ اگر تو حق پوشی کی راہ سے نرمی اختیار کرے تو وہ بھی تیرے دین میں ہاں میں ہاں ملا دیا کریں مگر ایسا ہاں میں ہاں ملانا خدائے تعالیٰ کو منظور نہیں۔ غرض آیت قرآنی جو معترض نے پیش کی ہے وہ اگر کسی بات پر دلالت کرتی ہے تو صرف اسی بات پر کہ معترض کو کلام الہی کے سمجھنے کی مس تک نہیں، نہیں خیال کرتا کہ اگر یہ آیت ہر ایک طور کی سخت زبانی سے متعلق سمجھی جائے تو پھر امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہو جانا چاہئے اور نیز اس صورت میں خدائے تعالیٰ کا کلام دو متناقض امروں کا جامع ماننا پڑے گا یعنی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اول تو اس نے ہر ایک طور کی سخت کلامی سے منع فرمایا اور ہر ایک محل میں کفار کا دل خوش رکھنے کے لئے تاکید کی اور پھر آپ ہی اپنے قول کے مخالف کا روائی شروع کر دی اور ہر ایک قسم کی گالیاں منکروں کو سنائیں بلکہ گالیاں دینے کے لئے تاکید کی سو جانا چاہئے کہ جن مولویوں نے ایسا خیال کیا ہے کہ گویا عام طور پر ہر ایک سخت کلامی سے خدائے تعالیٰ منع فرماتا ہے یہ ان کی اپنی سمجھ کا ہی قصور ہے ورنہ وہ تلخ الفاظ جو اظہار حق کے لئے ضروری ہیں اور اپنے ساتھ اپنا ثبوت رکھتے ہیں وہ ہر ایک مخالف کو صاف صاف سنا دینا نہ صرف جائز بلکہ واجبات وقت سے ہے تا مداہنہ کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ خدائے تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ایسی سخت تبلیغ کے وقت میں کسی لاعن کی لعنت اور کسی لایم کی ملامت سے ہرگز نہیں ڈرے کیا معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں جس قدر مشرکین کا کینہ ترقی کر گیا تھا اس کا اصل باعث وہ سخت الفاظ ہی تھے جو ان نادانوں نے دشنام کی صورت پر سمجھ لئے تھے جن کی وجہ سے آخر لسان سے سنان تک نوبت پہنچی ورنہ اول حال میں تو وہ لوگ ایسے نہیں تھے بلکہ

ہی نظر آتا ہے۔

اور سخت الفاظ کے استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے جو مداہنہ کو پسند کرتے ہیں ایک تحریک ہو جاتی ہے مثلاً ہندوؤں کی قوم ایک ایسی قوم ہے کہ اکثر ان میں سے ایسی عادت رکھتے ہیں کہ اگر ان کو اپنی طرف سے چھیڑا نہ جائے تو وہ مداہنہ کے طور پر تمام عمر دوست بن کر دینی امور میں ہاں سے ہاں ملاتے رہتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو ہمارے نبی ﷺ کی تعریف و توصیف اور اس دین کے اولیاء کی مدح و ثنا کرنے لگتے ہیں لیکن دل ان کے نہایت درجہ کے سیاہ اور سچائی سے دور ہوتے ہیں ان کے رو برو سچائی کو اس کی پوری مرارت اور تلخی کے ساتھ ظاہر کرنا اس نتیجہ خیر کا منجھوتا ہے کہ اسی وقت ان کا مداہنہ دور ہو جاتا ہے اور بالجبر یعنی واشگاف اور اعلانیہ اپنے کفر اور کینہ کو بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں گویا ان کی دق کی بیماری محرقہ کی طرف انتقال کر جاتی ہے سو یہ تحریک جو طبیعتوں میں سخت جوش پیدا کر دیتی ہے اگرچہ ایک نادان کی نظر میں سخت اعتراض کے لائق ہے مگر ایک فہیم آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہی تحریک رواج کرنے کے لئے پہلا زینہ ہے جب تک ایک مرض کے مواد مخفی ہیں تب تک اس مرض کا کچھ علاج نہیں ہو سکتا لیکن مواد کے ظہور اور بروز کے وقت ہر ایک طور کی تدبیر ہو سکتی ہے انبیاء نے جو سخت الفاظ استعمال کئے حقیقت میں ان کا مطلب تحریک ہی تھا تا خلق اللہ میں ایک جوش پیدا ہو جائے اور خواب غفلت سے اس ٹھوکر کے ساتھ بیدار ہو جائیں اور دین کی طرف خوض اور فکر کی نگاہیں دوڑانا شروع کر دیں اور اس راہ میں حرکت کریں گو وہ مخالفانہ حرکت ہی سہی اور اپنے دلوں کا اہل حق کے دلوں کیساتھ ایک تعلق پیدا کر لیں گو وہ عدوانہ تعلق ہی کیوں نہ ہو اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً۔ یقیناً سمجھنا چاہئے کہ دین اسلام کو سچے دل سے ایک دن وہی لوگ قبول کریں گے جو باعث سخت اور پُر زور جگانے والی تحریکوں کے کتب دینیہ کے ورق گردانی میں لگ گئے ہیں اور جوش کے ساتھ اس راہ کی طرف قدم

کمال اعتقاد سے آنحضرت ﷺ کی نسبت کہا کرتے تھے کہ عشق محمد علی ربہ۔ یعنی محمد ﷺ اپنے رب پر عاشق ہو گئے ہیں جیسے آجکل کے ہندو لوگ بھی کسی گوشہ نشین فقیر کو ہرگز بُرا نہیں کہتے بلکہ نذریں نیازیں دیتے ہیں۔

اس جگہ مجھے نہایت افسوس اور غمگین دل کے ساتھ اس بات کے ظاہر کرنے کی بھی حاجت پڑی ہے کہ یہ اعتراض جو مجھ پر کیا گیا ہے یہ صرف عوام الناس کی طرف سے ہی نہیں بلکہ میں نے سنا ہے کہ بانی مبنی اس اعتراض کے بعض علماء بھی ہیں۔ سو میں ان کی شان میں یہ تو ظن نہیں کر سکتا کہ وہ قرآن شریف اور کتب سابقہ سے بے خبر ہیں اور نہ کسی طور سے جائے ظن ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ آجکل کی یورپ کی جھوٹی تہذیب نے جو ایمانی غیوری سے بہت دور پڑی ہوئی ہے ہمارے علماء کے دلوں کو بھی کسی قدر دبایا ہے اس سخت آندھی کے چلنے کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں بھی کچھ غبار سا پڑ گیا ہے اور ان کی فطرتی کمزوری اس نزہ کو قبول کر گئی ہے اسی وجہ سے وہ ایسے خیالات پر زور دیتے ہیں جن کا کوئی اصل صحیح حدیث و قرآن میں نہیں پایا جاتا ہاں یورپ کی اخلاقی کتابوں میں تو ضرور پایا جاتا ہے اور ان اخلاق میں یورپ نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ ایک جوان عورت سے ایک نامحرم طالب کی ہلکی دل شکنی مناسب سمجھی گئی مگر کیا قرآن شریف یورپ کے ان اخلاق سے اتفاق رائے کرتا ہے کیا وہ ایسے لوگوں کا نام دیوث نہیں رکھتا میں ایسے علماء کو محض للہ متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ایسی عنکبوت چنیاں کرنے اور ایسے خیالات کو دل میں جگہ دینے سے حق اور حق بنی سے بہت دور جا پڑے ہیں اگر وہ مجھ سے لڑنے کو تیار ہوں تو اپنی خشک منطق سے جو چاہیں کہیں لیکن اگر وہ خدائے تعالیٰ سے خوف کر کے کسی قدر نیک بخت انسان کا فرض ہے کہ سچائی کے طریقوں کو ہاتھ سے نہ دیوے بلکہ اگر ایک ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کی زبان پر کلمہ حق جاری ہو اور اپنے آپ سے غلطی ہو جائے تو اپنی غلطی کا اقرار کر کے شکر گزاری کے ساتھ اس حقیر آدمی کی بات مان لیوے اور انا خیر منہ کا دعویٰ نہ کرے اور تکبر کی حالت میں کبھی رشد حاصل نہیں ہوگا بلکہ ایسے آدمی کا ایمان بھی معرض خطر میں

اٹھارہ ہیں گو وہ قدم مخالفانہ ہی سہی ہندوؤں کا وہ پہلا طریق ہمیں بہت مایوس کرنے والا تھا جو اپنے دلوں میں وہ لوگ اس طرز کو زیادہ پسند کے لائق سمجھتے تھے کہ مسلمانوں سے کوئی مذہبی بات چیت نہیں کرنی چاہئے۔ اور ہاں میں ہاں ملا کر گزارہ کر لینا چاہئے لیکن اب وہ مقابلہ پر آ کر اور میدان میں کھڑے ہو کر ہمارے تیز ہتھیاروں کے نیچے آ پڑے ہیں اور اس صید قریب کی طرح ہو گئے ہیں جس کا ایک ہی ضرب سے کام تمام ہو سکتا ہے ان کی آہوانہ سرکشی سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ دشمن نہیں ہیں وہ تو ہمارے شکار ہیں عقرب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے مگر ان پڑھوں لکھوں میں سے ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہیں دے گا سو تم ان کے جوشوں سے گھبرا کر نومیدمت ہو کیونکہ وہ اندر ہی اندر اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب آپہنچے ہیں میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو لوگ مخالفانہ جوش سے بھرے ہوئے آج تمہیں نظر آتے ہیں تھوڑے ہی زمانہ کے بعد تم انہیں نہیں دیکھو گے۔ حال میں جو آریوں نے ہم لوگوں کی تحریک سے مناظرات کی طرف قدم اٹھایا ہے تو اس قدم اٹھانے میں گو کیسی ہی سختی کے ساتھ ان کا برتاؤ ہے اور گو گالیوں اور گندی باتوں سے بھری ہوئی کتابیں وہ شائع کر رہے ہیں مگر وہ اپنے جوش سے درحقیقت اسلام کے لئے اپنی قوم کی طرف راہ کھول رہے ہیں اور ہماری تحریکات کا واقعی طور پر کوئی بد نتیجہ نہیں ہاں یہ تحریکات کو تہ نظروں کی نگاہ میں بدنما ہیں مگر کسی دن دیکھنا کہ یہ تحریکات کیونکر بڑے بڑے سنگین دلوں کو اس طرف کھینچ لاتی ہیں یہ رائے کوئی ظنی اور شکی رائے نہیں بلکہ ایک یقینی اور قطعی امر ہے لیکن افسوس ان لوگوں پر جو خیر اور شر میں فرق نہیں کر سکتے اور شتاب کاری کی راہ سے اعتراض کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں خدائے تعالیٰ نے ہمیں مداہنہ سے تو صاف منع فرمایا ہے لیکن حق کے اظہار سے باندیشہ اس کی مرارت اور تلخی کے باز آ جانا کہیں حکم نہیں فرمایا فتدبروا ایہا العلماء المستمعون لا تقروا القرآن مالکم کیف تحکمون۔

میرے ایک مخلص دوست مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی جو نو تعلیم یافتہ جوان اور تربیت جدیدہ کے رنگ سے رنگین اور نازک خیال آدمی ہیں جن کے دل پر میرے محبت صادق اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب کے مربیانہ اور استادانہ صحبت کا نہایت عمدہ بلکہ خارق عادت اثر پڑا ہوا ہے وہ بھی جواب قادیان میں میرے ملنے کے لئے آئے وعدہ فرما گئے ہیں کہ میں بھی تہذیب حقیقی کے بارے میں ایک رسالہ تالیف کر کے شائع کروں گا کیونکہ مولوی صاحب موصوف اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ دراصل تہذیب حقیقی کی راہ وہی راہ ہے جس پر انبیاء علیہم السلام نے قدم مارا ہے جس میں سخت الفاظ کا داروئے تلخ کی طرح گاہ گاہ استعمال کرنا حرام کی طرح نہیں سمجھا گیا بلکہ ایسے درشت الفاظ کا اپنے محل پر بقدر ضرورت و مصلحت استعمال میں لانا ہر یک مبلغ اور واعظ کا فرض وقت ہے جس کے ادا کرنے میں کسی واعظ کا سستی اور کاہلی اختیار کرنا اس بات کی نشانی ہے کہ غیر اللہ کا خوف جو شرک میں داخل ہے اس کے دل پر غالب اور ایمانی حالت اس کی ایسی کمزور ضعیف ہے جیسے ایک کیڑے کی جان کمزور اور ضعیف ہوتی ہے۔ سو میں اس دوست کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ اس تالیف کے ارادہ میں روح القدس سے اس کی مدد فرمادے میرے نزدیک بہتر ہے کہ وہ اپنے اس رسالہ کا نام تہذیب ہی رکھیں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے اس دوست کو یہ جوش ایک مولوی صاحب کے اعتراض سے پیدا ہوا ہے جو قادیان کی طرف آتے وقت اتفاقاً لاہور میں مل گئے تھے جنہوں نے اس عاجز کی نسبت اسی بارہ میں اعتراض کیا تھا اے خداوند قادر مطلق اگرچہ قدیم سے تیری یہی عادت اور یہی سنت ہے کہ تو بچوں اور امیوں کو سمجھ عطا کرتا ہے اور اس دنیا کے حکیموں اور فلاسفوں کی آنکھوں اور دلوں پر سخت پردے تاریکی کے ڈال دیتا ہے مگر میں تیری جناب میں عجز اور تضرع سے عرض کرتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے بھی ایک جماعت ہماری طرف کھینچ لا جیسے تو نے بعض کو کھینچا بھی ہے اور ان کو بھی آنکھیں بخش اور کان عطا کر اور دل عنایت فرماتا وہ دیکھیں اور سنیں اور سمجھیں اور تیری اس نعمت کا جو تو نے اپنے وقت پر نازل کی ہے قدر پہچان کر اس کے حاصل کرنے کے لئے متوجہ ہو جائیں اگر تو چاہے تو تو ایسا کر سکتا ہے کیونکہ کوئی بات تیرے آگے ان ہونی نہیں آئیں تم آئیں۔ (ازالہ اوہام)

درس بخاری

حضرت مولانا محمد علیؒ

کتاب جمعہ

(552) باب جمعہ کی فرضیت اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چلے آؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو فاسعوا کے معنی ہیں چلو

(516) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم آخری (امت) قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے ہاں انہیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے پھر یہ ان کا وہ دن ہے جو ان پر فرض کیا گیا تھا تو انہوں نے اس میں اختلاف کیا اور اللہ نے ہمیں اس کی ہدایت کی پس لوگ اس میں ہمارے بعد ہیں یہود کل اور نصاریٰ کل کے بعد

(553) باب جمعہ کے دن غسل کی فضیلت اور کیا بچے یا عورتوں پر جمعہ میں آنا واجب ہے

(517) عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جمعہ کو آنے لگے تو غسل کر لے (518) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عمر بن خطابؓ جب کھڑے ہو کر جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین اولین میں سے ایک شخص آیا تو حضرت عمرؓ نے اسے آواز دی کہ یہ کونسا وقت ہے کہا مجھے کام تھا تو اپنے گھر کو لوٹ نہ سکا یہاں تک کہ میں نے اذان سنی پس صرف وضو کیا (حضرت عمرؓ نے) کہا صرف وضو بھی اور آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم دیتے تھے۔

(554) باب جمعہ کے لئے خوشبو لگانا

(519) عمرو بن سلیم انصاریؓ سے روایت ہے کہ میں ابوسعید خدریؓ پر گواہی دیتا ہوں انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے فرمایا ہر ایک بالغ پر جمعہ کے دن غسل واجب ہے اور مسواک کرنا اور اگر مل جائے تو خوشبو لگانا عمروؓ نے کہا غسل کی شہادت تو میں دیتا ہوں کہ وہ واجب ہے لیکن مسواک کرنا اور خوشبو لگانا تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ واجب ہے یا نہیں لیکن حدیث میں اسی طرح ہے۔

(555) باب جمعہ کی فضیلت

(520) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن جنابت کا (سا) غسل کیا پھر چلا تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری گھڑی میں چلا تو گویا گائے کی قربانی کی اور جو تیسری گھڑی میں چلا تو گویا سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی گھڑی میں چلا تو گویا مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں چلا تو گویا اس نے ایک انڈا خدا کی راہ میں دیا پھر جب امام خطبہ کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے حاضر ہو کر خطبہ سنتے ہیں۔

(557) باب جمعہ کے لئے تیل لگانا

(521) سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کر سکے کرے اور اپنے تیل میں سے تیل لگائے یا اپنے گھر کی خوشبو سے لگائے پھر نکلے اور دو کو الگ نہ کرے پھر نماز پڑھے جو اس پر لکھی گئی ہے پھر جب امام خطبہ دیتا ہو تو خاموش رہے تو اس کے اور اگلے جمعہ کے درمیان جو کچھ ہے اس سے اس کی حفاظت کی جائے گی۔

(522) طاؤسؓ سے روایت ہے میں نے ابن عباسؓ سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرو اور اپنے سروں کو دھوؤ اگرچہ تم جنابت میں نہ ہو اور خوشبو لگاؤ ابن عباسؓ نے کہا غسل تو بیشک ہے مگر خوشبو لگانے کا مجھے علم نہیں۔

(558) باب سب سے عمدہ لباس پہننے جو مل سکے

(523) عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ عمر بن خطابؓ نے مسجد کے دروازے کے پاس ریشمی جوڑا دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ میری خواہش ہے کہ آپ اسے خریدیں اور اسے جمعہ کے دن اور قاصدوں کے لئے جب آپ کے پاس آئیں پہنیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صرف وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں حصہ نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کے جوڑے آئے تو عمر بن خطابؓ کو ان میں سے ایک جوڑا دیا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے مجھے یہ پہننے کو دیا اور عطاء کے جوڑے کی نسبت جو آپ نے فرمایا سو فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ تمہیں اس لئے نہیں دیا کہ اسے پہنو تو عمر بن خطابؓ نے اسے اپنے ایک مشرک بھائی کو دیا جو مکہ میں تھا۔

(559) باب جمعہ کے دن مسواک کرنا اور ابوسعید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مسواک کرے۔

(524) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اپنی امت یا لوگوں پر مشقت ڈالنے کا مجھے خوف نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دیتا۔

دے اس پر کسی طرح بھی عبادت کا حقیقی مفہوم اطلاق نہیں پاسکتا۔ عبادت حقیقی کا مقصد تو انسان کو یہ یاد دہانی کروانا ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ رحمان و رحیم ہے اور ہماری کوششوں کا صلہ دینے کے علاوہ ہمیں بن مانگے اور دن کوشش کے بھی نوازتا ہے۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت رحمانیت سے متصف ہو کر ایسا ہی رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ مثلاً کیا رمضان میں روزہ رکھ کر بھوک اور پیاس کی مشقت برداشت کرنے کا مقصد صرف اس حد تک محدود ہے کہ ہمیں محض یہ احساس ہو جائے کہ اگر کوئی بھوکا سوال کرے تو ہم اُسے کھانا کھلا دیا کریں؟ یا یہ کہ اگر ہم روزے رکھنے سے قاصر ہیں تو بدلے میں غربا کو کھانا کھلا کر فارغ ہو جائیں؟ یا اس سے بڑھ کر کچھ اور مقصد ہے؟

نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس بات کے ہرگز منتظر نہ رہیں کہ جب تک کوئی بھوکا ہماری منت نہ کر لے تو ہی ہم کچھ کریں گے۔ لہذا جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحمانیت کے تقاضا سے ہمیں بن مانگے بھی نوازتا ہی چلا جاتا ہے مثلاً ہماری کسی کوشش کے بغیر ہمارے لئے ہوا، پانی، والدین وغیرہ جیسی نعمتیں مہیا کر دیتا ہے بالکل اسی ہمیں بھی ضرورت مندوں کے سوال کا انتظار کئے بغیر بھی ضرورت مندوں کے سوال کا انتظار کئے بغیر بھی اُن کی خبر گیری کرتے رہنا چاہیے۔ رہی بات کوششوں کے ذریعہ نعمتوں کے حصول کی تو اُنہی کوششوں کا ہی ایک نہایت اہم حصہ دُعا بھی ہے جو ہم کسی چیز کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ دعا اور کوششوں کے ذریعہ مانگی گئی یہ نعمتیں محض دُنیاوی ہی ہوں بلکہ ان میں روحانی اور ترقی مراتب کی بلندی اور اللہ رب العزت کی رضا جیسی عظیم الشان نعمتوں کا حصول بھی شامل ہے جو اصل مدعاۓ زندگی ہے۔ اس لئے ہمیں دُعا بھی کرتے رہنا چاہیے۔

قرآن کریم بھی ہماری توجہ اس اہم امر کی طرف مبذول کرواتا ہے۔ مثلاً سورۃ الماعون میں فرمانا کہ کیا تم نے دین کو جھٹلانے والوں کو دیکھا ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں سے شفقت سے پیش نہیں آتے، جو مجبوروں کو کھانا نہیں دیتے۔ اس سے آگے فرمایا کہ ایسی عبادت کرنے والوں پر افسوس ہے اس لئے کہ اُن کی یہ عبادت اور نیکیاں صرف دکھلانے کے لئے ہیں اور ایسی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

حضرت نبی ﷺ اور صحابہؓ کے زمانے میں اسلام کے تیوی سے پھیلنے کی وجہ کیا تھی؟ یہی کہ وہ بلا تفریق مذہب و قوم نیکی اور

(525) انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مسواک کے بارے میں تم سے بہت کچھ کہا۔

(560) باب جو دوسرے کی مسواک استعمال کرے

(526) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن ابی بکر آئے اور ان کے پاس مسواک تھی جسے وہ استعمال کرتے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا تو میں نے ان سے کہا اے عبدالرحمن یہ مسواک مجھے دیدو تو انہوں نے وہ مجھے دیدی پس میں نے اسے توڑا پھر اسے چبایا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو آپ نے اس سے مسواک کی اور آپ میرے سینے سے سہارا لئے ہوئے تھے۔

(561) باب جو جمعہ کے دن صبح کی نماز میں پڑھا جاتا ہے

(527) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح الم تہذیل اور ہلی اتی علی الانسان پڑھا کرتے تھے۔

(562) باب گاؤں اور شہروں میں جمعہ پڑھنا

(528) ابن عباس سے روایت ہے کہ پہلا جمعہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے جمعہ کے بعد پڑھا گیا عبدالقیس کی مسجد میں تھا جو بحرین میں جواثی میں تھی۔

نیکیاں

شاہد عزیز

جب بھی ہم نیکی کے بارے میں سوچتے ہیں تو ہمارے ذہن میں صرف نماز، روزے اور حج کا خیال آتا ہے۔ ہم اگر کسی کو لمبی لمبی نمازیں پڑھتے دیکھیں یا نام کے ساتھ حاجی یا الحاج کا لقب دیکھیں تو ہم فوراً ایسے شخص کو ولی اللہ سمجھ لیتے ہیں۔ اس پر سوال یہ اُٹھتا ہے کہ کیا مذہب صرف خدا کی ایسی عبادت کا ہی نام ہے؟ اگر کوئی اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہ کرے اور سارا وقت نماز پڑھتا رہے تو کیا اُسے نیک سمجھا جاسکتا ہے؟ قرآن و حدیث ایسی رہبانیت کے سخت مخالف ہیں۔ حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص سے آپ نے فرمایا کہ میں نماز پڑھتا ہوں (یعنی فرض کے علاوہ نوافل وغیرہ)، میں آرام بھی کرتا ہوں۔ میں روزہ رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ اور اُس شخص کی اذیت تک پہنچی عبادت پر نا پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

بالفاظ دیگر وہ طرز عبادت جو ہمیں حقوق العباد ہی سے غافل کر

عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان۔
- ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ: ”اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا“، ”جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“، ”میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔“
- ۳۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوگا۔
- ۴۔ بمطابق فرمان نبوی حضرت محمد ﷺ کے بعد مجددین آئیں گے۔ اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا۔ رجاء الیکملہون من غیر ان یکونوا انبیاء۔
- ۵۔ ہم تمام صحابہ کرام اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
- ۶۔ ہر اس شخص کو جو لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے۔ خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ کا دعویٰ مجدد و مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ ان کے اپنے الفاظ: ”اور ان لوگوں نے مجھ پر انفرادی طور پر جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔“

انصاف کرتے تھے۔ ہمارا عمل اس کے مخالف ہے۔ ہم قرآن کے ترجمے دُنیا میں پھیلا کر، ٹی وی چینل قائم کر کے، اخبار اور رسالے چھاپ کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ نبی کریمؐ اور صحابہؓ نے دُنیا کے سامنے اپنا کردار پیش کیا۔ ہم ایک کتاب دوسرے کے ہاتھ میں تھما کر فارغ ہو جاتے ہیں۔

قرآن نے حضرت ابوبکرؓ تک کو دارنگ دی کہ آپ کو صرف ایک شخص پر اختیار تھا اور جب اُس نے آپ کا دل دکھایا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اگر خدا تعالیٰ بھی لوگوں سے یہی سلوک کرے تو آپ کہاں کے رہیں گے۔ آپؐ کی عظمت بھی دیکھیں کہ اُس کے پاس گئے اور معافی مانگی اور پھر اُس کا وظیفہ جاری کر دیا۔ لیکن اگر ہم یہ قصے سنا کر، تالیاں بجا کر فارغ ہو گئے تو پھر ہم میں اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی چیز دُنیا کے سامنے پیش کی تھی کہ اسلام ایک قصوں کا مذہب نہیں کہ ہم آپ کو پُرانے قصے سنا کر خوش کر دیں۔ آپ آئیں اور ہمارے پاس رہیں تو ہم آپ کو آج بھی اور اس زمانے میں یہ چیزیں دکھائیں گے۔ جب حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ حضرت صاحب سے نصیحت لینے گئے کہ میں نے ڈاکٹری کر لی اب میں پریکٹس کیسے کروں تو فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں ایک نعمت دی ہے جس کو استعمال کر کے آپ بنی نوع انسان کی دکھ اور درد دور کر سکتے ہیں۔ اس کے استعمال میں کبھی یہ نہ سوچنا کہ میرے سامنے کس مذہب، نسل یا فرقے کا انسان بیٹھا ہے۔ یعنی جس طرح خدا تعالیٰ بغیر تعصب کے ہر انسان کو نوازتا ہے اُسی طرح کارویہ آپ کا بھی ہونا چاہیے۔

سوانیکوں میں اولیت بنی نوع انسان کی بھلائی کے کام کرنا ہے۔ دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کر توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عالمگیر (ذیلی) مرکز

احمدیہ انجمنان اشاعت اسلام

پتہ برائے خط و کتابت

15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ

www.virtualmosque.co.uk

ای میل: aaialahore@gmail.com

ان عقائد رکھنے والی جماعت کو کافر کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

اسلام انسانیت سے محبت سکھاتا ہے۔